# تقلید اسلامی نقطۂ نظر سے

# اور

# عقائدِ اہل سنت کا تحفظ

از

مولانا محمد عبد المبین نعمانی

آج کل ایک نیا مذہب زور و شور سے بڑھ رہا ہے اور وہ ہے "مذہبِ سلفی" جس کو غیر مقلدیت بھی کہتے ہیں، اس کے ماننے والے اپنے آپ کو اہلِ حدیث کہتے ہیں، اگر چہ یہ اہل حدیث نہیں ہوتے، کیوں کہ اگر اہلِ حدیث ہوتے تو تمام احادیث پر عمل کرتے۔ یہ اپنے کو موحد اور باقی تمام مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں۔ یہ تقلید ائمۂ کرام کے منکر ہیں اور خود اپنے پیش رو علما و اکابر کی تقلید کرتے ہیں کیوں کہ ان کے علمانے جن حدیثوں پر عمل کیا اور عمل کرنے کو کہہ گئے صرف انھیں احادیث پر عمل کرتے ہیں اور ان کی تقلید میں ایسے اندھے ہیں کہ دوسرے ائمہ و اکابر کی کچھ نہیں سنتے، ان کی مستدل احادیث کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔

یہ سب جانتے ہیں کہ احادیث کا ذخیرہ بہت بعد میں مرتب ہوا۔ صحابۂ کرام و تابعین عظام زیادہ تر احادیث یاد کر کے ہی پھیلاتے اور انھیں سے ائمۂ مجتہدین استدلال کرتے۔ یہ ہمیشہ سے ہوتا چلا آرہا ہے۔ حتی کہ صحابۂ کرام کے زمانے میں بھی ہوا کہ بعض احادیث پر عمل کیا گیا اور بعض متروک رہیں۔ صحابۂ کرام میں بھی مجتہدین تھے۔ بعد میں تابعین و تبع تابعین کے زمانوں میں بھی مجتہدین نے اجتہادات کیے اور ان پر عمل کیا، پھر امت کو بھی اسی راستے پر چلایا۔ اجتہادی معاملات میں اختلاف ہمیشہ رہا

ہے، لیکن کبھی بھی ایک مجتہد نے دوسرے مجتہد کو یا اس کے ماننے والے (مقلدین) کو باطل و گم راہ اور مشرک نہیں کہا۔ شافعی نے کبھی حنفی کو باطل و گم راہ نہیں کہا نہ حنفی نے شافعی کو۔ یوں ہی حنبلی و مالکی کا معاملہ رہا ہے اور آج بھی ہے، ہر ایک اس کا قائل ہے کہ ہمارے امام و مجتہد حق پر ہیں، دوسرے سے خطاے اجتہادی سرزد ہوئی ہے۔ ہاں یہ ضرور رہا ہے کہ ایک فریق اپنے موقف کے مضبوط ہونے پر دلائل فراہم کرتا رہا اور ہونا بھی یہی چاہیے کہ آدمی جس بات کو حق سے زیادہ قریب سمجھے اسی کے حق میں دلائل تلاش کرے۔ اسی لیے آج تک حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ میں تکفیر و تفسیق کا عمل کبھی بھی روا نہ رکھا گیا ـــ لیکن آج کل کے سلفی غیر مقلدین، یہ اپنے علاوہ سب کو گم راہ، بددین اور مشرک کہتے ہیں۔ اگر کچھ حدیثوں پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں تو یہ خود بھی بہت سی احادیث کو نظر انداز کر دیتے ہیں، تو کیا گم راہی و شرک کا الزام اپنے اوپر بھی لیں گے؟ ہرگز نہیں لیں گے، تو دوسرے پر ایسا جبروتی حکم لگانا اور امت میں اختلاف و انتشار پیدا کرنا کہاں تک درست ہے، غیر مقلدین کہیں کہیں آیاتِ قرآنی پر بھی عمل نہیں کرتے، مگر چوں کہ وہ بہ تاویل ایسا کرتے ہیں، اس لیے ہم ان کو محض اس بنا پر گم راہ یا کافر نہیں

کہتے مثلاً قرآنِ پاک کی یہ آیت ملاحظہ ہو، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ:- اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم ہو۔ (کنزالایمان)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ نماز میں امام کے ساتھ قراءت کرتے ہیں تو نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت کے معنٰی سمجھو ـــــ غرض اس آیت سے قراءت خلف الامام (امام کے پیچھے قراءت) نہ کرنے کا حکم ثابت ہوتا ہے اور کوئی حدیث ایسی نہیں جسے اس کے مقابل حجت قرار دیا جاسکے، اور جتنی حدیثیں پیش کی جاتی ہیں وہ قابلِ تاویل ہیں یا منسوخ ہیں اور منسوخ پر عمل جائز نہیں ہوتا۔

قراءت خلف الامام (امام کے پیچھے قراءت) کی تائید میں سب سے زیادہ اعتماد جس حدیث پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے:

لَاصَلَاۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَاب.

ترجمہ:- نماز بغیر سورہ فاتحہ کے کامل نہیں۔

مگر اس حدیث سے قراءت خلف الامام کا وجوب نہیں ثابت ہوتا، صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز کامل نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جب امام نے قراءت کرلی، مقتدی کی بھی قراءت ہوگئی تو مقتدی کی نماز بغیر فاتحہ کہاں ہوئی، فاتحہ کے ساتھ ہوئی اور ہماری دلیل یہ حدیث ہے کہ:

قراءۃ الامام لھ قراءۃ.

ترجمہ:-امام کا قراءت کرنا مقتدی کا قراءت کرنا ہے۔

توجب امام نے قراءت کی اور مقتدی ساکت (خاموش) رہاتواس کی بھی حکماً قراءت ہوگئی اور اس کی نماز بغیر فاتحہ نہ رہی، اس طرح قرآن پاک اور حدیث شریف دونوں پر عمل ہوگیا، اور دونوں موقف کی حدیثیں عمل میں آگئیں، جب کہ امام کے پیچھے قراءت کرنے سے قرآن پر عمل نہیں ہوتاہے، اور خواہ مخواہ کی تاویل کی ضرورت پیش آتی ہے۔ تو اب اس قسم کا اختلاف تو ایسا لگتاہے کہ عہدِ صحابہ سے چلا آرہاہے، مگر ان معاملات کو لے کر کسی کی تکفیر و تفسیق نہیں کی گئی، نہ کسی کو مشرک کہا گیا۔ یہ آج کے غیر مقلدین کانیامذہب ہے کہ یہ اپنے علاوہ سب کو مشرک کہنے میں ہی سکون محسوس کرتے ہیں۔

رہا معاملہ ہمارے بعض کم پڑھے عوام کا جن کو یہ غیر مقلدین بخاری وغیرہ کی حدیثیں دکھا کر غیر مقلد بنانے کی کوشش کرتے ہیں، تو یہ لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے ان کی گمراہ گری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ پہلے سے ان کو کچھ علم نہیں ہوتا۔ بخاری شریف جیسی بھاری بھر کم کتاب دکھا کر ان کو بدل دیتے ہیں اور یہ بھولے نہیں سمجھتے کہ بخاری کی حدیث کو سمجھنا ان کے بس کی بات نہیں۔ اولاً ساری بخاری شریف نہیں دکھاتے ہیں اور نہ یہ دیکھتے ہیں، نہ ہی ایک باب کی ساری حدیثیں پیش کرتے ہیں نہ یہ ان عوام کے بس کی بات کہ ایک باب کی ساری حدیثیں نکال کر سمجھیں اور چھان پھٹک کریں۔ بس ایک دو حدیث دکھائی اور جھٹ اپنی طبیعت سے مطلب بیان کیا اور عمل کرانا شروع کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بھی تو تقلید شخصی ہی ہے کہ ایک نے جو کچھ سمجھایا دوسرے نے اندھے ہو کر اس کے کہے پر چلنا شروع کر دیا۔ اپنے کسی عالم سے نہ سمجھا نہ علم حاصل کیا۔ یہی تو تقلید ہے، تقلید سے بھاگ کر بھی تو تقلید سے چھٹکارا نہیں ملا، حیرت ہے جو کام خود کرتے کراتے ہیں دوسروں کو اسی سے روکتے ہیں۔

تو اس کے سدِ باب کے لیے مناسب بلکہ ضروری ہے کہ ہمارے ائمۂ مساجد اور علمائے محافل وقتاً فوقتاً اپنے گرد و پیش کے عام مسلمانون کو غیر

مقلدیت سے آگاہ کریں اور اپنے مسائل کی مؤید احادیث بھی پیش کریں۔

اور سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ان غیر مقلدوں کے عقیدے کیا ہیں، ان پر بھی روشنی ڈالیں، کیوں کہ آمین، رفع اور قراءت خلف الامام کے مسائل میں اختلاف تو چلا آتا ہے، البتہ زیادہ اہم معاملہ ان کے عقائد فاسدہ کا ہے، جنھیں یہ لوگ چھپاتے ہیں، پہلے پہل عقائد نہیں پیش کرتے، آمین، رفع یدین کی حدیثیں پیش کرتے ہیں اور جب کسی کو اپنے چنگل میں پھانس لیتے ہیں تو پھر آہستہ آہستہ اس کے عقیدے پر بھی شب خون مارنے لگتے ہیں، آدمی کی طبیعت ہے کہ جب ایک معاملے میں کسی کو مان لیتا ہے تو دوسرے معاملات میں بھی اس پر اعتماد کرنے لگتا ہے، بس یہی راستہ غیر مقلدیت کے بڑھنے کا ہے جس کے سد باب کے لیے ہمیں کوشش کرنی ہے۔ اور دوسری بھاری وجہ یہ ہے کہ ہمارے لوگ بالعموم علم سے کورے ہیں، کور بختی پر جو نقش بیٹھایا جائے گا وہی بیٹھ جائے گا، اس لیے عوام کو علم میں آگے بڑھانے اور ان میں تعلیم کو عام کرنے کی بھی کوئی صورت اپنانی چاہیے، مدارس جہاں نہیں ہیں وہاں قائم کیے جائیں، جہاں قائم ہیں ان کو فعال بنایا جائے اور ترقی دی جائے، صرف روایتی اور کتابی تعلیم پر ہی اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ عوام کے لیے کھلے درس کا بھی ہفتہ واری یا روزانہ ایک دو گھنٹے

کا انتظام کیا جائے جس سے ان کے اندر علم کی روشنی پھیلے اور عقائد میں پختگی آئے۔ جو لوگ پڑھے لکھے ہیں ان کو دینی لٹریچر فراہم کیے جائیں، اردو والوں میں اردو اور ہندی جاننے والوں میں ہندی، بغیر اس کے ہم قوم کے افراد کو محفوظ نہیں کر پائیں گے۔

محافلِ میلاد میں بھی بنیادی ضروری احکام و مسائل اور عقائد اہل سنت بیان کیے جائیں، صرف لفاظی ہی کو سب کچھ نہ سمجھا جائے نماز اور دیگر اعمالِ خیر کی ترغیب دی جائے عوام کو نماز، غسل اور وضو کے طریقے بتائے جائیں۔ طہارت کے مسائل سے عام لوگ بہت زیادہ ناواقف ہیں، لہٰذا طہارت کے مسائل سے بھی انھیں بطورِ خاص آگاہ کیا جائے۔ علماے اہلِ سنت کی لکھی ہوئی کتابیں گھر گھر پہنچائی جائیں، جیسے چندے کو زور دے کر حاصل کیا جاتا ہے ویسے ہی گھر گھر میں دینی کتابیں زور دے کر رکھوائی اور پڑھوائی جائیں ـــــ مدارس میں پڑھانے والوں کو چاہیے کہ اپنے کیمپس سے نکل کر گرد و پیش کا بھی جائزہ لیتے رہیں، عامۃ المسلمین کے پاس صرف چندے ہی کے لیے نہ جائیں، کبھی ان کی دینی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے بھی ان کے دروازوں پر دستک دیں، جلسے جلوس میں زیادہ تر اصلاحِ اعمال اور درستیِ عقائد کی تقریریں کرائی جائیں۔ لطائف و نکات سے بھری

تقریروں کی قوم کو اتنی ضرورت نہیں جتنی اس بات کی ہے کہ ان کو علم دین اور سچے عقائد سے آشنا کیا جائے اور ان کے اندر عمل واصلاح کا جذبہ پیدا کیا جائے۔

لطائف و نکات سے پر تقاریر کرا کے قوم کو سُلا دینا کمال نہیں، سوئی ہوئی قوم کو جگانا اور ان کو دین کے راستے پر لگا دینا اصل کام ہے۔ آج اگر ہم نے اپنی قوم کو نہیں سنبھالا تو یہ قوم دوسروں کے جھانسے میں آجائے گی، بد دین اور بد عقیدہ بن جائے گی۔ آج کی جدید تعلیم اور مضر اثرات یہ بھی دیکھنے میں آرہے ہیں کہ آدمی صرف دنیاوی تعلیم حاصل کر کے دہریت اور لامذہبیت کی طرف بھی تیزی سے بڑھتا جارہاہے۔ مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی یہی ہوڑ ہے کہ مسلمانوں کو ان کے دین سے دور اور بے گانہ کر دیا جائے، وہ نام کے مسلمان تو رہیں لیکن ان کے اندر سے اسلام نام کی تمام چیزیں نکال دی جائیں، اس لیے ضرورت اس کی بھی ہے کہ کالج اور یونیورسٹی نیز اسکولوں میں پڑھنے والے بچوں کو مخصوص اوقات میں دین کا علم دیا جائے۔ ایسے پروگرام سیٹ کیے جائیں کہ ان کو ہفتہ واری یا ماہانہ یا سالانہ تعطیلات میں دینی درس دیا جائے، ان کو ان کا دین یاد دلایا جائے۔ ان کے ذہن میں یہ بات بٹھائی جائے کہ آپ پہلے مسلمان ہیں، اللہ کے

بندے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں، آپ کا مذہب اسلام ہے جو دنیا کا سب سے اچھا مذہب ہے، اس سے دور رہ کر کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا، اور آدمی دنیا میں جتنی چاہے ترقی کر لے مگر آخرت میں اس کا کوئی وقار نہ ہو گا، نہ تو اس کا رب اس سے راضی ہو گا نہ رسولِ پاک ﷺ ہی خوش ہوں گے۔ لہٰذا آدمی جو تعلیم چاہے حاصل کر لے اور جو جائز ملازمت ہو اختیار کرے لیکن مسلمان بہر حال بنا رہے کہ اس سے غفلت کے نتائج بڑے بھیانک ہوں گے اور آخرت کی کامیابی جو مومن کی اصل متاع ہے وہ خراب ہو جائے گی اور جب آخرت ہی بگڑ گئی تو آدمی بھلا کس کام کا! اس لیے اپنے ایمان کی حفاظت اور اسلام کے بنیادی عقائد و اعمال سے واقفیت ہر مسلمان کے لیے سب سے زیادہ اہم ہے۔ لہٰذا ہمارے علما و مشائخ آگے بڑھیں اور اپنے فرائض پورے کریں، صرف تنخواہ والی تدریس اور نذرانے والی تقریر پر اکتفا نہ کریں بلکہ کچھ وقت فی سبیل اللہ بھی نکالیں، پھر دیکھیں انقلاب آتا ہے یا نہیں۔ آئے گا اور ضرور آئے گا ان شاء اللہ!

اٹھ کہ خورشید کا سامانِ سفر تازہ کریں
نفسِ سوختۂ شام و سحر تازہ کریں

یہ مضمون ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور، انڈیا جنوری 2011 سے لیا گیا ہے

مولانا عبدالمبین نعمانی قادری,مصباحی کے مختلف مضامین پڑھنے کے لیئے اس لنک پر جائیں

**https://www.facebook.com/allamaabdulmubeennomani**

**یا**

**http://www.scribd.com/shabih_ula/documents**

**یا**

WWW.ARCHIVE.ORG

پر جاکر " عبدالمبین نعمانی" یا

ABDUL MUBEEN NOMANI

لکھ کر مضامین تلاش کریں